راقم: ڈاکٹر فیض احمد بھٹی (جامعہ علوم اثریہ جہلم)

عظیم باپ کا عظیم بیٹا

علامہ محمد مدنی بن حافظ عبد الغفور جہلمی رحمہما اللہ

قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ تاریخ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ جس نے خلوصِ دل سے دین اسلام کی خدمت کی، اللہ تعالیٰ نے اسے عزت وتکریم سے ضرور نوازا۔ یہی معاملہ ہم نے ولی کامل مولانا حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ اور ان کے فرزندِ ارجمند علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ دیکھا۔

قارئین! جہلم شہر اس لحاظ سے یقیناً خوش طالع ہے کہ یہاں دو عظیم مدارس:

جامعہ علوم اثریہ (بنین) وجامعہ اثریہ (بنات) اور بیسیوں مساجد کئی دہائیوں سے فرقہ واریت اور دنیوی غرض وغایت سے ماورا خالص قرآن وحدیث کی شمع فروزاں کیے ہوئے ہیں۔ ان گراں قدر خدمات اور کامرانیوں کا سہرا حضرت العلام مولانا حافظ عبد الغفور مرحوم اور ان کے خلف الرشید بیٹے علامہ محمد مدنی مرحوم کے سر جاتا ہے۔

آج سے قریباً 45 سال قبل حافظ صاحبؒ نے جہلم شہر میں قدم رنجہ کیا فرمائے کہ اہلِ جہلم کے بھاگ جاگ اٹھے۔ آپ نے توحید کی اشاعت اور سنت کی ترویج کی خاطر جہلم کے بدعت کدے میں دو عدد مدارس کی بنا ڈالی اور ان کی اس قدر خدمت کی کہ رفتہ رفتہ یہ دونوں مدارس بامِ عروج پہ جا پہنچے۔ دینی تعلیم کے حصول کے لئے دور دور سے ملکی وغیر ملکی طلبہ آئے اور زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو کر عرب وعجم میں پھیل گئے۔

دین کے حوالے سے حافظ صاحب کی مساعی جمیلہ انتہائی قدر کے لائق ہیں۔ جہلم کی سرزمین اس قدر بخت آور ہے کہ حافظ صاحب کی خصوصی دعوت پر یہاں عالمِ اسلام کی معزز شخصیت امام کعبہ محمد بن عبد اللہ السبیل حفظہ اللہ دو بار قدومِ میمنت لزوم فرما چکی ہے۔ علاوہ ازیں حاکم شارجہ ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی حفظہ اللہ سمیت عالمِ اسلام کے کئی نامور علما، سفرا اور وزرا بھی متعدد مرتبہ جہلم تشریف لا چکے ہیں۔

حافظ صاحب کی وفات کے بعد آپؒ کے جانشین اور لائق ترین فرزند حضرت علامہ محمد مدنی مرحوم نے اس مبارک کام اور آپؒ کے پاکیزہ مشن کو وہ عروج بخشا کہ جسے دیکھ کر انسان حیرت سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ ہم سے جدا ہوئے انہیں آٹھ سال (ف: ۱۸فروری/۲۰۰۲) بیت چکے ہیں، لیکن ان کی یاد دلوں سے محو ہو سکی نہ ان کے تابندہ نقوش ذہن وقلب سے مٹ سکے۔ یوں گمان گزرتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔ اپنے پرائے انہیں آج تک بھول نہیں پائے۔ جس نے انہیں ایک بار سنا یا ان سے محفل نشیں ہوا، وہ انہیں اچھے لفظوں میں یاد کیے بغیر نہ رہا۔ احبابِ جماعت اور وابستگانِ مسلک آج بھی ان کی دینی وملی خدمات کا اعتراف کرتے اور انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

علامہ مرحوم کی خداداد صلاحیتوں میں صفِ اول کی قیادت، شفاف سیاست، شعلہ نوا خطابت، بارعب شخصیت، دبنگ لہجہ، عالمانہ وقار، قائدانہ گفتار، نمازِ پنجگانہ کی سختی سے پابندی، تلاوتِ کلامِ پاک کی باقاعدگی، عربی زبان میں کامل مہارت اور عالمِ اسلام خصوصاً سعودی عرب سے والہانہ عقیدت سرفہرست تھے۔

آپؒ نے مسلک حق کی ترویج واشاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، جہلم جیسے شرک آمیز شہر اور بدعات سے اٹے ماحول میں آپؒ نے توحید وسنت کی شمع روشن کیے رکھی۔ اہلِ جہلم کی اصلاح اور انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے آپؒ نے وعظ وتذکیر کو ہمیشہ اپنا مطمحِ نظر رکھا۔ آپؒ نے جہلم اور اس کے قرب وجوار کی مساجد میں باقاعدہ دروس کا سلسلہ شروع کیا۔ جامعہ علوم اثریہ میں یوتھ فورس کے ماہانہ اجلاس منعقد کروائے۔ آپؒ کی زیرِ نگرانی دونوں جامعات اور چوک اہل حدیث میں سالانہ کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا۔ آپؒ نے اپنی زندگی میں سیکڑوں مساجد ومدارس تعمیر کروائے، یتیموں کے وظائف لگوائے، ضرورت طلب مقامات پر کنویں کھدوائے، بھٹیال میں ہسپتال جبکہ جہلم میں فری ڈسپنسری تعمیر کروائی اور سالانہ فری آئی کیمپ بھی قائم کیے۔ کثیر تعداد میں متعدد اسلامی کتب مثلاً مختصر سیرت الرسول ﷺ، اور انوار رحمانی وغیرہ (جو کہ ان کے والد گرامیؒ کی سرپرستی میں مختلف زبانوں میں ترجمہ وتحقیق کے مراحل سے گزر چکی تھیں) کی اشاعت وتقسیم بھی کی۔ الغرض دینی اور رفاہی امور کے لئے آپؒ نے بے دریغ خرچ کیا۔ آپؒ کی انھی شبانہ روز محنتوں کا ثمر ہے کہ جہلم کی اعلیٰ مذہبی، سیاسی اور کاروباری شخصیات نے شرک وبدعت سے تائب ہو کر توحید وسنت سے دامن وابستہ کیا اور اب اس شمع کو فروزاں تر کرنے میں ہمہ جہت مصروف ہیں۔ جامعہ

علوم اُثریہ للبنین کی تعمیر وتکمیل اور پھر اس کی سندِ حدیث کا عالم اسلام کی مایۂ ناز دانش گاہ مدینہ یونیورسٹی سے الحاق کروانا بھی آپؒ اور آپؒ کے والد گرامیؒ کا ایک عظیم الشان مذہبی کارنامہ ہے۔ جامعہ کی اسی سندِ حدیث کی بدولت سیکڑوں طلبہ نے مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) میں زیرِ تعلیم رہ کر سندِ فراغت پانے کا اعزاز حاصل کیا اور تا حال یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ وللہ الحمد

اسلامی اقدار کی پاس داری میں آپؒ نے کبھی کسالت وتساہل سے کام نہیں لیا، جسے حق سمجھتے، اُسے کسی لاگ لپیٹ کے بغیر ڈنکے کی چوٹ کہتے۔ مسئلہ خلیج کے متعلق بھی آپؒ نے پاکستان میں سب سے پہلے حرمین شریفین اور کویت کے حق میں صدام کے خلاف آواز اٹھائی اور دنیا کو باور کرایا کہ صدام ظالم اور اہلِ کویت مظلوم ہیں۔ نیز یہ بھی واضح کیا کہ حرمین شریفین کے متعلق صدام کے عزائم شرانگیز اور انتہائی خطرناک ہیں۔ اسی سلسلے میں آپؒ نے ''تحفظِ حرمین شریفین موومنٹ'' کے نام سے ایک ولولہ خیز تحریک کی بنیاد رکھی جو بحمد اللہ آج بھی اپنے مشن میں رواں دواں ہے۔ جب کہ ماہنامہ ''حرمین'' کا اجرا بھی اسی سلسلے کی ایک اہم ترین کڑی تھی۔ آپؒ ساری زندگی مرکزی جمعیت اہلِ حدیث کے ساتھ وابستہ رہے۔ مسلک کے معاملے میں آپؒ ہرگز مداہنت کے روادار نہیں ہوئے۔ راقم نے حضرت الامیر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ سمیت دیگر متعدد علمائے کرام سے سنا کہ مرحوم میں مسلک اہلِ حدیث کی حد درجہ غیرت موجود تھی۔ أولئک آبائی فجئنا بمثلھم ......

آپؒ نے آخری دم تک مرکزی جامع مسجد چوک اہلِ حدیث (جہلم) میں خطابت کے فرائض سر انجام دیے۔ جو شخص چوک اہل حدیث میں ایک بار آپؒ کا خطبہ سن لیتا، پھر وہ کسی اور مسجد کا رخ نہ کرتا کیونکہ دلائل کی فراوانی اور زبان کی روانی خطابت میں ایسی تاثیر پیدا کر دیتی کہ جو ایک بار سن لیتا وہ دعوتِ قرآن وحدیث قبول کیے بغیر نہ رہتا۔ عقیدۂ توحید ورسالت کا پرچار اور شرک وبدعت کو تار تار کرنا ان کے خطاب کا جزو لاینفک تھا۔ علاوہ ازیں آپؒ صلہ رحمی میں بھی باکمال تھے۔ آپؒ نے اپنے خاندان کے تمام افراد کو ان کی اہلیت کے مطابق جامعہ کے مختلف شعبہ جات کی ذمے داری سونپی۔ نیز سب کے دکھ سکھ میں برابر کا شریک ہونا ان کا معمولِ زندگی تھا۔ تادم زیست آپؒ نے جامعہ علوم اُثریہ اور اس کی ذیلی برانچوں کو نہایت احسن طریقے سے چلایا۔ جامعات اور مساجد کے لئے آپؒ دن رات ایک کیے ہوئے تھے۔

راقم عینی شاہد ہے کہ آخری لمحات میں بھی آپؒ کی زبان پہ یہی تھا: جامعہ، جامعہ، جامعہ......اور پھر ذکرِالٰہیہ سے زبان تر تھی کہ ان روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔(انا لله و انا الیه راجعون)

دریا فصاحتوں کے بہا کر چلا گیا   نعرہ صداقتوں کا لگا کر چلا گیا

دنیائے نو کی جس میں جھلک آشکار تھی   انسان کو وہ نظارہ دکھا کر چلا گیا

آپؒ نے اپنے والدِ گرامی مولانا حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اپنی والدہ کی خدمت اور بھائیوں کی تربیت میں کوئی پہلو، تشنہ نہیں چھوڑا۔ مرحوم کی وفات کے بعد جب جامعہ علوم اثریہ اوراس کے ذیلی ادارہ جات کی باگ ڈوران کے برادرِ اصغر فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالحمید عامر حفظہ اللہ نے سنبھالی، تو یہ اس تربیت کا ہی اثر تھا کہ حافظ صاحب نے جامعہ کو احسن انداز میں چلانے میں اہم کردار ادا کیا اور جامعہ کے ملکی و بین الاقوامی روابط کے تسلسل کو بھی برقرار رکھا۔ موصوف اپنے برادرِ اکبر علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ ہی مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) میں زیرِ تعلیم رہے اور وہیں سے اعلیٰ نمبروں میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ نہایت شریف الطبع اور منکسر المزاج ہیں۔ صورت وشباہت، محبت، گفتار اور کردار کے لحاظ سے اُن میں اپنے والدِ گرامی مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کی نمایاں جھلک پائی جاتی ہے۔

آپ کے مزاج میں شگفتگی اور علم میں پختگی کی وجہ سے آپ کی تقریریں اور تحریریں قرآنی آیات اور احادیثِ رسول ﷺ سے مزین ہوتی ہیں۔ ماہنامہ ''حرمین'' میں چھپنے والے اداریے (کلمۃ الحرمین) اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ حالاتِ حاضرہ پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ نیز اس سلسلے میں تقریری اور تحریری انداز میں اہلِ جہلم کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ مرکزی جامع مسجد چوک اہلِ حدیث کی حالیہ پرشکوہ تعمیر حافظ صاحب کے ایک گراں قدر کارنامے کے طور پر ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہی دعا ہے کہ اِن عاشقانِ پاک طینت کے لگائے ہوئے یہ پودے ہمیشہ برگ وبار لاتے رہیں اور یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کے بانیان مولانا حافظ عبدالغفور جہلمی اور اُن کے صاحبزادے علامہ محمد مدنی رحمہما اللہ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور اُن کے جانشینوں کو مزید ہمت دے کہ وہ اِن پودوں کی آبیاری کرتے رہیں نیز ان کے عظیم مشن یعنی خالص قرآن وحدیث کی تعلیم وترویج میں سرگرمِ عمل رہیں۔ آمین